حقوق استاذ

ازقلم : قاری جمیل احمد ظہیر صدر مدرس جامعہ تدریس القرآن والحدیث علی پور چٹھہ گوجرانوالہ
نظر ثانی : مولانا اکرام اللہ ساجد مہتمم مدرسہ تدریس القرآن والحدیث علی پور چٹھہ

حقوق العباد میں سب سے مقدم والدین کے حقوق ہیں۔ ان کے بعد حقوقِ استاذ ہیں جن کا ادا کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح والدین کے حقوق کا۔ کیونکہ استاذ روحانی باپ ہے۔ اگر والدین بچوں کو پالتے پوستے ہیں تو استاذ اپنے شاگردوں کو زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کر کے انہیں خیر و شر سے آگاہ، برائی و بھلائی سے واقف، حق و باطل، سچ اور جھوٹ سے باخبر کرتا ہے نیز قولی و فعلی عبادات سکھا کر انسان کو اللہ تعالیٰ سے روشناس اور واقف کراتا ہے۔ فطری احوال اور کوائف کا مطالعہ کرا کے ان کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے۔ جسم، روح، دل و دماغ اور ضمیر کو اعلیٰ اور ارفع درجات تک ترقی دیتا ہے۔ خود غرضی اور خود پرستی جیسی مذموم عادات سے پاک اور صاف کر کے منکسر المزاج، راست باز، خوددار، دوسروں کا ہمدرد اور غمخوار، وفا شعار، ہر دلعزیز، صابر، قانع، حلیم اور بردبار بناتا ہے۔

دل و دماغ میں آزادی و حریت کے خیالات پیدا کرتا ہے۔ اشیاء کی ماہیت اور اصلیت کا بہ نظر عمیق مطالعہ کرا کے نتائج اخذ کرتا ہے۔ گفتگو کے، کھانے پینے کے، اٹھنے بیٹھنے کے آداب سکھاتا ہے۔ الغرض انسان کو ہر لحاظ سے مکمل انسان بنا دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید اور حدیث پاک میں استاذ کی بڑی فضیلت اور بزرگی بیان کی گئی ہے اور صلحاء امت نے جس سے حکمت و موعظت کی ایک بات بھی پڑھی یا سنی ہے اسے تشکر سے یاد کیا ہے۔

استاذ کی فضیلت قرآن مجید میں : اب ظاہر ہے کہ استاذ و مربی وہی بن سکتا ہے جو خود عالم ہو اور علماء کی فضیلت میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**﴾ (فاطر:۲۸)
ترجمہ: ”یقیناً اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔“ یعنی: سب انسان ڈرتے ہیں اللہ سے ڈرنا عقلمندوں کا کام ہے اور وہ علماء اور اساتذہ ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون**﴾ (الزمر:۹) ترجمہ: ”اے نبیؐ! کہہ دیجئے... کیا عالم اور جاہل کیا برابر ہو سکتے ہیں؟“

تیسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے: ﴿یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین أوتوا العلم درجٰت﴾ (پ۸ع۲۶) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین اور اہل علم کے درجات بلند کرتا ہے۔''

استاذ کی فضیلت حدیث نبویؐ میں: ا۔ (عن عبداللہ بن عمرو ان رسول اللہ ﷺ مر بمجلس فی مسجدہ فقال کلاھما علیٰ خیر و أحدھما أفضل من صاحبہ، أما ھؤلاء فیدعون اللہ ویرغبون إلیہ فإن شاء أعطاھم وإن شاء منعھم و أما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ أوالعلم ویعلمون الجاھل فھم أفضل وإنما بعثت معلماً ثم جلس فیھم)(مشکوٰۃ شریف ص ۳۶) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی دو جماعتوں کے پاس سے گزرے، جو مسجد نبویؐ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا دونوں جماعتوں کے لوگ اچھا کام کر رہے ہیں اور ان میں سے ایک جماعت دوسری جماعت سے افضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ سو اگر چاہے تو اللہ تعالیٰ ان کے سوالات کے عوض کچھ دے دے، اگر چاہے تو نہ دے اور یہ جماعت فقہ وعلم حاصل کر کے جہلاء کو تعلیم دیتے ہیں اور یہ افضل ہیں۔ بلاشبہ میں معلم اور استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپؐ تعلیم وتعلم والوں میں بیٹھ گئے۔''

۲۔ (عن عون قال قال عبداللہ بن مسعودؓ حریصان لایشبعان صاحب العلم وصاحب الدنیا فیزداد فی الطغیان ثم قرأ ﴿کلا إن الإنسان لیطغیٰ. أن راٰہ استغنیٰ) (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ: ''حضرت عونؒ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دو حریص سیر نہیں ہوتے، پہلا صاحب علم اور دوسرا صاحب مال، یہ دونوں شخص برابر نہیں۔ صاحبِ علم رحمٰن کی رضا زیادہ حاصل کر لیتا ہے اور صاحبِ دنیا زیادہ سرکش ہو جاتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تصدیق کیلئے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ ﴿کلا إن الإنسان...﴾ (العلق:۶۔۷) ترجمہ: ''بلاشبہ انسان سرکش ہو جاتا ہے جب اپنے آپ کو مالدار دیکھتا ہے۔''

۳۔ (عن أبی أمامۃ الباھلیؓ قال ذکر لرسول اللہ رجلان أحدھما عابد والآخر عالم فقال رسول اللہؐ: فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ أدناکم ثم قال رسول اللہ ﷺ: إن اللہ وملائکتہ وأھل السمٰوات والأرض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علیٰ معلم الناس الخیر) (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ باہلیؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں عابد تھا اور دوسرا عالم... رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عالم کو عابد پر اسی طرح بزرگی حاصل ہے، جس

طرح مجھے تم میں سے ادنیٰ پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر رحمتِ کائناتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی سمندر میں لوگوں کو بھلائی سکھانے والے (استاذ) کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں۔''

استاذ صحابہ کرامؓ کی نگاہ میں: صحابہ کرامؓ نبی اکرمؐ کی بحیثیت استاذ بڑی توقیر و تعظیم اور بے حد عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ کے پاس بلند آواز سے بات تک نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے آنحضرتؐ کو بلند آواز سے پکارا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیات نازل فرمادیں: ﴿ **إن الذين ينا دونک من وراء الحجرات أكثر هم لايعقلون . ولو أنهم صبروا حتى تخرج إليهم لكان خيراً لهم والله غفور رحيم** ﴾ (الحجرات: ۴-۵) ترجمہ: ''یقیناً جو لوگ آپؐ کو حجرات کے باہر سے پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ آپؐ ان کی طرف نکلتے تو ان کیلئے بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔'' اور ساتھ ہی حکم نازل فرمایا: ﴿ **لاترفعوا أصواتكم فوق صوت النبى** ﴾ (الحجرات:۲) ترجمہ: ''رحمتِ کائناتؐ کی آواز سے تم اپنی آوازیں بلند مت کرو۔'' حضرت علیؓ نے فرمایا: (**ابوک ثلاثة من ولدک ومن علمک ومن زوجک و خير الآباء من علمک**) ترجمہ: ''تمہارے تین باپ ہیں والد، استاذ، سسر اور ان میں افضل استاذ ہے۔'' حضرت علیؓ ہی کا قول ہے: (**من علمنى حرفاً فقد صيّرنى عبداً**) ترجمہ: ''جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا، اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا۔''

استاذ کا مقام صلحاء کے نزدیک : حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ایک کیچڑ سے بھرے ہوئے لڑکے کو محض اس لئے اٹھا کر گلے سے لگایا کہ وہ استاذ کا فرزند ارجمند تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب تک میرے استاذ حمادؒ زندہ رہے میں نے کبھی بھی ان کے مکان کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔

خلیفۂ وقت اپنے استاذ فخر الدین رازیؒ کی تعظیم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے یہ مرتبہ استاذ کی خدمت سے ملا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید عباسی یہ دیکھ کر ناراض ہوا کہ میرے بچوں کا استاذ خود وضو کر رہا ہے اور بچے پاس بیٹھے ہیں۔ کہنے لگا حضرت! یہ بچے کیا ادب سیکھیں گے جبکہ یہ آپ کے پاؤں نہیں دھوتے؟ استاذ نے فرمایا کہ آپ نے درست کہا مگر شرعاً وضو حتیٰ المقدور خود کرنا چاہیئے۔ حضرت سہیل تستریؒ کہا کرتے تھے: جب تک استاذ زندہ ہو شاگرد کو ادب سے رہ کر خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

اللہ اللہ! کیسا اچھا وقت تھا کہ استاذ کے ہر حکم کی تعمیل جان ودل سے ہوتی اور اس کا ادب واحترام ہر وقت مدنظر رکھا جاتا تھا اور آج (الا ماشاء اللہ) ان کا ادب واحترام تو دور کی بات ہے بلکہ بعض شاگرد ایسے ہیں کہ جو اساتذہ کو نہ صرف برا بھلا کہتے ہیں بلکہ بعض انہیں گالیاں بھی دیتے ہیں۔ بعض شاگرد اپنے استاذ کے سامنے اکڑ جاتے ہیں، اپنے استاذ کی توہین کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ہر وقت اپنے استاذ کی خامیاں ہی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ سن لو! ایسے شاگرد کبھی بھی دنیا وآخرت میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس کی بجائے ذلت ورسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ دنیا میں میں نے کئی طلبہ کو ذلیل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ میری زندگی کا تجربہ بھی ہے۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کرتا رہتا ہوں کہ یا اللہ شاگردوں کو اپنے استاذ اور والدین کا تابع دار بنا اور فرمانبردار بنا۔

عزیز طلبہ! میری نصیحت کو غور سے پڑھو اور پلے باندھ لو کہ دنیا میں رہ کر جب تک استاذ زندہ رہے۔ اس وقت تک استاذ کی عزت واحترام کرتے رہنا۔ جبکہ استاذ کے دنیا سے جانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہنا کہ یا اللہ میرے استاذ کی مغفرت فرما۔ ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کس طرح اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے اور کس طرح آپ پر ابر رحمت برساتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں: ''اگر مدت العمر سر خود را پائمال اقدام خدمہ عقبہ شما کردہ باشم ہیچ نہ کردہ باشم'' یعنی: (اساتذہ نے) مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ اگر آپ کے خادموں کی عمر بھر خدمت کرتا رہوں تو پھر بھی آپ کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔'' (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ)

یقیناً بلند مقام ایسے لوگوں کو ہی ملتے ہیں جو اپنے محسن کے احسانات فراموش نہیں کرتے اور جو اپنے محسن و مربی کا بے ادب اور گستاخ ہے وہ کامیاب کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہود کو دیکھ لیجئے کہ اپنے مربی کو دشمن جانتے تھے اس جرم کی پاداش میں ان پر اللہ کی لعنتیں برسیں اور وہ مغضوب ہوئے۔

شاگرد کو چاہئے کہ استاذ کی موجودگی میں مسکین کی سی حالت رکھے۔ اس سے نظریں ملا کر بات نہ کرے۔ اس کے سامنے اکڑ کر کھڑا نہ ہو۔ ہر بات ادب سے پوچھے، معاندانہ سوال نہ کرے بلکہ مفید طلب بات پوچھے اور ہر سوال کا سعادتمندانہ جواب دے۔ اسے ناراضگی کا موقع نہ دے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ ہمیشہ استاد کے اسباق واقوال پر عمل کرے۔ اس کی ذات وافعال پر نظر نہ رکھے۔ وہ بہر حال تمہارے نفع وہدایت کیلئے سوچتا ہے۔ جس قدر ممکن ہو استاذ کی خدمت کرے۔